

امامت قرآن اور سنت کی رو سے

<?xml encoding="UTF-8">

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ "

جب ابراہیم کو ان کے رب نے کچھ باتوں سے جانچا اور

ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا تو اللہ نے کہا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ ابراہیم نے کہا : اور میری اولاد

میں سے ؟ اللہ تعالیٰ نے کہا : میرا عہدہ ظالموں تک نہیں پہنچتا۔ (سورہ بقرہ۔ آیت 124)

یہ آیت کریمہ ہمیں بتلاتی ہے کہ امامت ایک خدائی منصب ہے اور خدا یہ منصب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے کیونکہ وہ خود کہتا ہے : "إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا" میں تمہیں لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ امامت اللہ کی طرف سے ایک عہد ہے جو صرف اللہ کے ان نیک بندوں تک پہنچتا ہے جنہیں وہ خاص طور پر اس مقصد کے لیے چن لیتا ہے کیونکہ یہ صاف کہہ دیا گیا ہے کہ ظالم اللہ کے اس عہد کے مستحق نہیں۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ "

ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو وحی بھیجی کہ نیک کام کریں ، نماز قائم کریں اور زکات دیں۔ اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔ (سورہ انبیاء۔ آیت 73)

ایک اور آیت ہے :

"وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ "

ہم نے ان امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے کیونکہ وہ صابر تھے اور ہماری نشانیوں پر یقین رکھتے تھے۔ (سورہ سجدہ۔ آیت 24)

ایک اور آیت ہے : "وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ "

ہم چاہتے ہیں کہ ان پر احسان کریں جنہیں دنیا میں کمزور سمجھ لیا گیا ہے ، ان کو امام بنائیں اور انہیں (زمین کا) وارث بنائیں۔ (سورہ قصص۔ آیت 5)

ممکن ہے کسی کو یہ خیال پیدا ہو کر مذکورہ بالا آیات قرآن سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ یہاں امامت سے مراد نبوت ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ امامت کا مفہوم زیادہ عام ہے ، ہر رسول اور نبی امام ہوتا ہے لیکن ہر امام رسول یا نبی نہیں ہوتا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح کر دیا ہے کہ اس کے نیک بندے اس منصب کے لیے اس سے دعا کرسکتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کی ہدایت کا شرف حاصل کرسکیں اور اس طرح اجر عظیم کے مستحق ہوسکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا "

وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے ، جب انہیں بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو بزرگانہ

انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اور جب انہیں ان کے پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر بہرے ،اندھے ہو کر نہیں گر تے (بلکہ غور سے سنتے ہیں) اور وہ لوگ جو ہم سے دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا۔ (سورہ فرقان۔ آیات 72-74) اسی طرح قرآن کریم میں ائمہ کالفظ ان ظالم سرداروں اور حکمرانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو اپنے پیروکاروں اور اپنی قوموں کو گمراہ کرتے ، فساد پھیلاتے میں ان کی رہنمائی کرتے اور دنیا و آخرت کے عذاب کی انہیں دعوت دیتے ہیں۔ فرعون اور اس کے لشکر یوں کے متعلق قرآن کریم میں ہے :

" فَأَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِي وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ "

ہم نے اسے اور اس کے لشکر یوں کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ پھر دیکھو ! ظالموں کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو جہنم کی دعوت دیتے تھے اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اس کے بعد ہم نے اس دنیا میں ان پر لعنت بھیجی اور قیامت میں وہ ان میں سے ہونگے جن کا ہولناک انجام ہوگا۔ (سورہ قصص۔ آیت 40-42)

اس بنیاد پر شیعہ جو کچھ کہتے ہیں وہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ امامت ایک من جانب اللہ منصب ہے جو اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے ، وہ اللہ کا عہد ہے جس کا اطلاق ظالموں پر نہیں ہوتا۔ چونکہ ابو بکر ، عمر ، اور عثمان کی عمروں کا بڑا حصہ شرک کی حالت میں گزرا کیونکہ وہ بتوں کو پوجتے رہے تھے اس لیے وہ اس کے مستحق نہیں۔ اسی طرح شیعوں کا یہ قول درست ہے کہ تمام صحابہ میں صرف امام علی بن ابی طالب ہی امامت کے مستحق ہیں اور امامت کے متعلق اللہ کے دعوے کا اطلاق صرف انہی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ کبھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلام لانے کے بعد اس سے پہلے کے سب گناہ محو ہو جاتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ واقعی صحیح ہے ، لیکن پھر بھی بڑا فرق ہے اس شخص جو پہلے مشرک تھا بعد میں اس نے توبہ کر لی اور اس شخص میں جس کا دامن شروع سے شرک کی آلائش سے پاک صاف رہا اور جس نے بجز اللہ کے کبھی کسی کے سامنے جبین نیاز خم نہیں کی۔

امامت سنت نبوی کی رو سے

امامت کے بارے میں رسول اللہ ص کے متعدد اقوال ہیں جن کو شیعوں اور سنیوں دونوں نے اپنی احادیث کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ رسول اللہ نے کہیں اسے امامت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور کہیں خلافت کے لفظ سے ، کہیں ولایت کے لفظ سے اور کہیں امارت کے لفظ سے۔ امامت کے بارے میں ایک حدیث نبوی ہے :

"خياراًئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم و يصلون عليكم . وشراراًئمتكم الذين تبغضونهم

ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم . قالوا يا رسول الله أفلا ننا بذهم بالسيف فقال لا ما أقاموا فيكم الصلاة."

تمہارے اماموں میں سب سے بہتر وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں ، تم ان کے لیے

دعا کرو ، وہ تمہارے لیے دعا کریں ۔ اور بد ترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ تم سے نفرت کریں ، جن پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں ۔ صحابہ نے پوچھا : تو کیا ہم تلوار سے ان کا مقابلہ نہ کریں رسول اللہ نے فرمایا : نہیں ، جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں (1)۔

رسول اللہ ص نے یہ بھی فرمایا ہے :

"يكون بعدي أئمة لا يهتدون بهدای ولا يستنون بسنّتي وسيقوم فيهم رجال قلوب الشياطين في جثمان إنس". میرے بعد کچھ ایسے امام ہوں گے جو نہ میری روش پرچلیں گے اور نہ میری سنت کا اتباع کریں گے ۔ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے جسم تو انسان کے سے ہونگے مگر دل شیطانوں کے سے (2) خلافت کے بارے میں حدیث نبوی ہے :

"لا يزال الدّين قائماً حتّى تقوم السّاعة أو يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلّهم من قریش".

دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا بارہ خلیفہ نہ ہوجائیں جو سب قریش میں سے ہوں گے۔ (3)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو سنا کہ آپ فرماتے تھے :

"لا يزال الإسلام عزيزاً إلى إثني عشر خليفة ثم قال كلمة لم أفهمها فقلت لابي: ما قال؟ فقال : كلّهم من قریش". بارہ خلفاء تک اسلام کی عزت باقی رہے گی ۔ پھر کچھ فرمایا جو میں نہیں سن سکا ۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرمایا تھا ؟ انہوں نے کہا کہ یہ فرمایا تھا کہ وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے (4) امارت کے بارے میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا :

"ستكون أمراء فتعرفون وتنكرون فمن عرف برئ ومن أنكر سلم ولكن من رضي وتابع قالوا أفلا نقاتلهم قال : لا ما صلّوا".

جلد ہی کچھ امراء ہوں گے جن کو تم میں سے کچھ پہچانیں گے ، کچھ نہیں ۔ جس نے پہچانا بچ گیا ، جن نے نہیں پہچانا محفوظ رہا مگر جس نے خوشی ان کا اتباع کیا ۔۔۔۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ آپ نے فرمایا " جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں اس وقت تک نہیں (5)۔

امارت سے متعلق ایک حدیث میں آپ نے فرمایا : "يكون اثنا عشر أميراً كلّهم من قریش".

میرے بعد بارہ امیر ہوں گے جو سب قریش میں سے ہوں گے (6)۔

آپ نے اپنے اصحاب کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا :

"ستحرصون على الإمارة وستكون ندامة يوم القيامة فنعم المرضعة وبئست الفاطمة".

تمہیں جلد امارت حاصل کرنے کا لالچ ہوگا لیکن یہ امارت قیامت کے دن باعث ندامت ہوگی ۔ امارت دودھ پلانے والی تو اچھی ہے مگر دودھ چھڑانے والی اچھی نہیں (7)۔

ولایت کا لفظ لفظ بھی حدیث میں آیا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"ما من وّالٍ يّلي رعيّة من المسلمين فيموت وهو غاشّ لهم إلّا حرّم الله عليه الجنّة".

جس مسلمان والی نے مسلمان رعایا پر حکومت کی لیکن وہ انہیں دھوکا دیتا رہا تو مرنے کے بعد اس پر جنت حرام ہے (8)۔

ایک اور حدیث میں آپ نے فرماتے ہیں :

"لا يزال أمر النّاس ماضياً ما وليهم اثنا عشر رجلاً كلّهم من قریش".

لوگوں کا کام اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک ان کے والی بارہ اشخاص ہوں گے جو سب قریش میں سے ہوں

گے (9)۔

امامت اور خلافت کے مفہوم کا یہ مختصر ساجائزہ میں نے قرآن و سنت سے بغیر کسی تشریح اور توضیح کے پیش کیا ہے بلکہ میں نے سب احادیث اہل سنت کی صحاح پر اعتماد کیا ہے اور شیعہ کتابوں سے کوئی روایت نہیں لی ، کیونکہ شیعوں کے نزدیک تو یہ بات یعنی بارہ خلفاء کی خلافت جو سب قریش میں سے ہوں گے مسلمات میں سے ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں اور جس کے متعلق دورائیں نہیں ہوسکتیں ۔ بعض اہل سنت والجماعت علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

" یكون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من بنی ہاشم۔"

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب بنی ہاشم میں سے ہوں گے۔ (ینابیع المودۃ جلد 3 صفحہ 104)۔

شعبی سے روایت ہے کہ مسروق نے کہا : ایک دن ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے انہیں اپنے مصاحف دکھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان نے ان سے پوچھا : کیا آپ کے نبی نے آپ کو کچھ بتلایا ہے کہ ان کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے ابن مسعود نے اس شخص سے کہا : تم ہو تو نو عمر ، لیکن تم نے بات ایسی پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی ۔ ہاں ! ہمارے نبی نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر ان کے بھی خلفاء ہوں گے (10)۔

اب ہم اس مسئلے سے متعلق فریقین کے اقوال پر غور کریں گے اور یہ دیکھیں گے کہ جن صریح نصوص کو دونوں فریق تسلیم کرتے ہیں ، وہ کس طرح ان کی تشریح و توضیح کرتے ہیں ، کیونکہ یہی وہ اہم مسئلہ ہے جو اس دن سے جس دن رسول اللہ ص نے وفات پائی آج تک مسلمانوں میں نزاع کا باعث بنا ہوا ہے ۔ اسی مسئلے سے مسلمانوں میں وہ اختلاف پیدا ہوئے جن کی وجہ سے وہ مختلف فرقوں اور اعتقادی و فکری دبستانوں میں تقسیم ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک امت تھے ۔ ہر اختلاف جو مسلمانوں میں پیدا ہوا خواہ وہ فقہ کے بارے میں ہو ، قرآن کی تفسیر کے بارے ہو یا سنت نبوی کو سمجھنے کے بارے میں ہو ، اس کا منشا اور اس کا سبب مسئلہ خلافت ہی ہے ۔

آپ مسئلہ خلافت کو کیا سمجھتے ہیں ؟

سقیفہ (12) کے بعد خلافت ایک "امر واقعہ" بن گئی اور اس کی وجہ سے بہت سی صحیح احادیث اور صریح آیات ردّ کی جانے لگیں اور ایسی احادیث گھڑی جانے لگیں ، جن کی صحیح سنت نبوی میں کوئی بنیاد نہیں تھی ۔

اس پر مجھے اسرائیل اور "امر وقعہ" کا قصہ یاد آگیا ۔ عرب بادشاہوں اور سربراہوں کا اجلاس ہوا اور اس میں اتفاق رائے سے طے پایا اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا ،

(1):۔ صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 24 باب خیار الائمة وشرارہم۔

(2):- صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 20 باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن

(3):- صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 4 باب النَّاس تبع لقريش والخلافة في قريش

(4):- صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 105۔ اور صفحہ 128۔ صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 3۔

(5):- صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 23 باب وجوب الانكار على الامراء۔

(6):- صحیح بخاری جلد 4 کتاب الاحکام ۔

(7):- صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 127 باب الاستخلاف۔

(8):- صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 106 باب ما يكره من الحرص على الامارة ۔

(9):- صحیح مسلم جلد 2 صفحہ باب الخلافة في قريش ۔

(10):- امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں :

"إِنَّ الْأَثَمَةَ مِنْ قَرِيشٍ غَرَسُوا فِي هَذَا الْبَطْنِ مِنْ هَاشِمٍ لَا تَصْلَحُ عَلَى سِوَاهُمْ وَلَا تَصْلَحُ الْوَلَاةُ مِنْ غَيْرِهِمْ"
بلاشبہ امام قریش میں سے ہوں گے جو اسی قبیلے کی ایک شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے ابھریں گے نہ
امامت کسی اور کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اس کا اہل ہوسکتا ہے ۔(ناشر)

(11):- ینابیع المودہ جلد 3 ص 105

(12):- سقیفہ بنی ساعدہ: یہ سعد بن عبادہ انصاری کی بیٹھک تھی جس میں اہل مدینہ اکثر اپنے معاشرتی
مسائل حل کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے ۔ (ناشر)

اس کے ساتھ مذاکرات نہیں کیسے جائیں گے ، صلح نہیں ہوگی کیونکہ جس چیز پر طاقت کے زور سے قبضہ
کرلیا گیا ہے وہ طاقت استعمال کیے بغیر واپس نہیں مل سکتی ۔ چند سال بعد ایک اور اجلاس ہوا ، اس میں
فیصلہ ہوا کہ مصر سے تعلقات منقطع کرلیے جائیں کیونکہ اس نے صہیونی ریاست کو تسلیم کرلیا ہے ۔ چند
سال اور گزر گئے ۔ عرب سربراہان مملکت پھر جمع ہوئے ۔ اس بار انھوں نے مصر سے پھر تعلقات قائم کرلیے اور
سب نے اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرلیا ۔ حالانکہ اسرائیل نے فلسطینی قوم کے حق کو تسلیم نہیں کیا تھا اور
نہ اپنے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا کی تھی بلکہ اس کی ہٹ دھرمی بڑھ گئی تھی اور فلسطینی قوم کو
کچلنے کی کاروائیوں میں اضافہ ہوگیا تھا ۔ اس طرح تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ۔ امر واقعہ کو تسلیم کرلینا
عربوں کی عادت ہے ۔